## مغربی تہذیب سے مغرب کی بیزاری

مجھے بارہا مغرب کے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے وہ لوگ مغربی اخلاق سے بالکل بیزار نظر آتے تھے اوران کا قول ہے کہ عورتوں اور مردوں کے فساد نے مغرب کے نظام حیات کو زیر وزبر کر رکھا ہے۔ یہ لوگ اسلامی تعلیم واحکام کی صداقت کے معترف تھے اور کہتے تھے کہ اسلام کی تعلیم افراط وتفریط سے مبرا ہے۔

اس کے بعد جلالۃ الملک نے ان متنورین (روشن خیالوں) کی سخت مذمت کی ہے۔ جو مغرب کی تہذیب کے دلدادہ اور یورپی خیالات کے پیرو ہیں۔ آپ نے ان کے متعلق فرمایا۔ مغرب کے یہ اندھے مقلد نہ صرف اسلام کیلئے بلکہ اپنی نفسی شرافت کیلئے بھی ننگ ہیں کیونکہ جو شخص اندھا بن کر ایک کی پیروی کر سکتا ہے وہ اس کو ترک کر کے کسی اور کی بھی نقل اتار سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تہذیب نہیں ہے بلکہ اپنے اخلاق کو رسوا کرنا اور اپنے موقف کا مذاق اڑانا ہے۔

---

# کانگریسی وزراء کے اخراجات

کانگریس کا دعویٰ یہ ہے کہ غریبوں کے مصائب اور فاقہ زدوں کی مشکلات نے اسے مجبور کیا ہے کہ وہ ایک ایسا نظام حکومت قائم کرے جس کی رو سے ملک کا افلاس دور ہو جائے چنانچہ اس مقصد عظمیٰ کی پہلی کڑی یہ تھی کہ کانگریسی وزراء کی تنخواہ پانصد روپیہ ماہوار تک محدود کر دی گئی لیکن یوپی کونسل کے اجلاس میں بعض سوالات کے جواب میں بڑی دلچسپ حقیقتوں کا انکشاف ہوا ہے وہاں بتایا گیا کہ کانگریسی وزیر مسز پنڈت کی تنخواہ تو پانچ ہی سو روپیہ ہے لیکن ان کے خانگی ملازموں کا بل ان کی تنخواہ سے بھی زیادہ ہوتا ہے اوران کے مکان کا کرایہ ۱۸۴ روپیہ ماہوار کے حساب سے ادا کیا گیا ہے۔ (انقلاب مورخہ ۹ ۸ ۳۸) ان تین موٹی موٹی شقوں کی میزان قریب ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار ہو گئی اور ابھی موٹر کا خرچ، سفر خرچ اور نہ معلوم کون کونسی مدات کے خرچ خزانہ عامرہ سے ادا ہوتے ہیں۔ یہ ہے نمونہ "غریبوں کی حکومت" کا اور پھر اس وزیر کا جو ایک سوشلسٹ گھرانے کی چشم وچراغ ہیں۔

اسکے برعکس جب دنیا میں "خدا کی حکومت" قائم تھی، اس خدا کی جس کا تصور سوشلسٹوں کے نزدیک (نعوذ باللہ) اسلئے پیدا کیا گیا ہے کہ اس سے سرمایہ داری کی حفاظت ہو سکے۔ اسمیں وزیر سلطنت نہیں بلکہ صدر حکومت خلیفۃ المسلمین کے اخراجات کیا تھے۔ ان کی تفصیل خود حضرت عمرؓ کے الفاظ میں سنئے، فرمایا اخبرکم بما یستحل لی منہ۔ حلتان۔ حلۃ فی الشتاء وحلۃ فی القیظ، وما احج علیہ واعتمر من الظہر وقوتی وقوت اہلی کقوت رجل من قریش باغناہم ولا بافقرہم، ثم انا بعد رجل من المسلمین، یصیبنی ما اصابہم (ابن سعد جلد ۳ ص ۱۹۸)

"میں خود بتاتا ہوں کہ بیت المال سے مجھے کتنا لینا جائز ہے؟ دو جوڑے کپڑے ایک جاڑے کا ایک گرمی کا ایک سواری جس پر حج اور عمرہ ادا کروں اور قریش کے ایک متوسط الحال آدمی کے اخراجات طعام کے برابر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے اخراجات طعام۔ اس کے بعد میں ایک ادنی مسلمان ہوں، جو اُن کا حال ہے وہی میرا حال ہے"

یہ تو تھی بار مصارف کی تفصیل اب احساس ذمہ داری ملاحظہ ہو کہ اپنے آخری وقت میں بیٹے کو بلایا اور کہا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے جسقدر مسلمانوں کے بیت المال سے اپنے اخراجات کیلئے لیا ہے اس کے بدلے ان کی اتنی خدمت بھی کر سکا ہوں یا نہیں! چھوٹا سا مکان ذاتی ملکیت کا ہے، اُسے فروخت کر کے زرثمن سے بیت المال کا حساب ادا کر دو تا کہ خدا کے حضور میں کم از کم اس ایک بار سے تو سبکدوش ہو جاؤں!!

یہ تھی "خدا کی حکومت" حقیقت یہ ہے کہ جب تک انسان اپنے بنائے ہوئے قوانین و نظریات کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتا ہے مزدور کی حکومت ہو یا سرمایہ داری کی، نوعِ انسانی کیلئے نتیجہ ایک ہے۔ تھوڑے سے وقت کیلئے ایک دھوکا ہوتا ہے جس میں کبھی انسان اپنے آپ کو مبتلا رکھتا ہے کبھی دوسروں کو۔ لیکن اس کی فطرت جس زندگی کی تلاش میں بے قرار ہوتی ہے وہ اسے کبھی نہیں مل سکتی۔ یہ صرف اسوقت مل سکے گی جب مزدور ہو یا سرمایہ دار، سب اپنے آپ کو خدا کے احکام کے تابع کر دینگے۔ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ اور برضا و رغبت بخلوص نیت اس کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈال لیں گے یہ وہ نظامِ زندگی ہوگا جس میں انسان صحیح معنوں میں آزادی کا سانس لے سکیگا۔ اور یاد رکھئے قرار و ثبات صرف اسی ایک نظام کیلئے ہے۔ انسان کے وضع کردہ نظام کبھی دیرپا نہیں ہو سکتے (طلوعِ اسلام دہلی)

## غازی مصطفیٰ کمال علیہ الرحمۃ

(اسد ملتانی)

آہی گیا وقوع میں آخر وہ حادثہ
سُوہانِ روح و قلب تھا جسکا خیال بھی

اسلامیوں کے حق میں قیامت ہے یہ وفات
اسوقت جبکہ اُنمیں ہے قحط الرجال بھی

وہ مصطفیٰ کمال کہ جس کے وجود میں
تھی ہیبتِ جلال تو شانِ جمال بھی

وقتِ جہاد غازیٔ باطل شکن بھی تھا
امن و اماں میں قائدِ صاحب کمال بھی

ثابت کیا یہ قوم کو دے کر حیاتِ نو
ہمت کرے کوئی تو ہے ممکن محال بھی

اے غم رسیدہ ملت اسلامیہ! بتا
اب تیرے پاس ہے کوئی اُس کی مثال بھی

مرنے سے اسکے دل ہے سمرنا کا بھی دونیم
ہے دیدۂ پُرآب درہ دانیال بھی

منحوس تھا ہمارے لئے کسقدر یہ سال
اقبال بھی ہمارا گیا اور کمال بھی

تکیہ جو چاہئے تو اسی ذات پر اسد
جو منبعِ کمال ہے اور لایزال بھی